عبدالوہاب شائق احوال و آثار

تحقیق و ترتیب (از) محمد منور مسعودی

شائق کشمیری ۱۱۲۷ھ مطابق ۱۷۱۵ء میں پیدا ہوئے تھے[۱] اور انہوں نے ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۸ء افغانوں کے کشمیر پر تسلط کے سولہ سال بعد انتقال کیا[۲]. ان کا تعلق علمی گھرانے سے تھا اور اسوقت کی مروجہ اور دینی تعلیم کے حصول کے بعد انہوں نے کھویہامہ کے موضع وچھنہ میں امامت کے ذریعہ دینی خدمت کا کام شروع کیا[۳]. یہ ایک جانب ان کے لئے کسب معاش بھی تھا اور دوسری جانب اپنے علمی مشاغل کو جاری رکھنے کے لئے ایک پر سکون طریقہ بھی علمی مشاغل میں شاعری ان کا مرغوب ترین مشغلہ تھا چنانچہ مسجد کے پر سکون ماحول میں رہ کر ان کی شاعری پروان چڑھی. یہ مغلوں کا کشمیر میں آخری زمانہ تھا. فارسی زبان وادب کشمیر میں اپنے پورے شباب پر تھا. شائق کے لئے یہ ماحول بڑا حوصلہ افزا تھا. لیکن کشمیر میں مغل امراء کے ہاں سیاسی انتشار کی بناء پر شائق کی قدر دانی نہ ہو سکی اور پھر

---

[۱] مجموع التواریخ از بیربل کاچرو ص ۲۶۴

[۲] تحقیقات امیری از امیرالدین پکھلی والا ص ۲۷۶

[۳] تاریخ حسن از پیرزادہ غلام حسن شاہ ج ۴ ص ۴۱.

درانی پٹھان احمد شاہ ابدالی نے دھلی کی اینٹ سے اینٹ بجا رکھی تھی۔ اور کشمیر کو حاصل کرنے کے لئے پنجاب احمد شاہ کی جنگوں کا مرکز بن چکا تھا۔ کشمیر کے مغل فرمانروا بھی سرکشی اور بغاوت کے لئے پر تول رہے تھے اور اس سیاسی انتشار کی وجہ سے کشمیر میں صدیوں پرانی فارسی کی ادبی روایت متزلزل ہو رہی تھی۔ بالآخر جب ۱۷۵۲ء میں عبداللہ خان الشک نے مغل ناظم ابوالقاسم خان کو شکست دیکر کشمیر پر قبضہ کر لیا اور چھ ماہ تک کشمیر پر افغان ناظم کی حیثیت سے قابض رہا۔ پھر اسکے بعد جب سکھ جیون مل عبداللہ خان کا جانشین مقرر ہوا۔ تو یہ جمود ٹوٹا اور فارسی زبان وادب نے نئی سانس لینا شروع کیا۔ سکھ جیون مل عالم اور شاعر حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ ادب نواز بھی تھا۔ اس نے حکومت سنبھالتے ہی ادبی سطح پر "انجمن شعرای فارسی" کی تشکیل کی اور جن سات شعراء کو شاھنامہ کشمیر لکھنے کے لیے متعین کیا ان میں عبدالوہاب شایق بڑی اہمیت کے حامل ہیں شایق شاعری میں موزون طبع رکھتے تھے۔ اور سادہ اشعار کہتے تھے۔ تاریخ گوئی میں انہیں خاص مہارت حاصل تھی۔ سکھ جیون مل کے کہنے پر شاھنامہ لکھنا شروع کیا۔ اور ان کے ذمہ سادات رشیون، عارفوں، دوسرے اولیا و صوفیای کشمیر اور ان کے یاران طریقت پر مثنوی نظم کرنے کا کام ان کے سپرد کیا تھا۔ شایق نے "ریاض الاسلام" کے نام سے اس شاھنامہ کا آغاز کیا۔ ان کے کلام کے تقریباً ساٹھ ہزار اشعار تین مسودوں میں مجلد ملتے ہیں لیکن تینوں جلدیں نامکمل ہیں[۱]۔ شایق کے منظوم آثار میں ان کی مذکورہ مثنوی "ریاض الاسلام" موجودہ شکل میں چالیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس میں سادات کی کرامات، شعرائے کشمیر اور اسلام کے آنے کے بعد کشمیر کے صوفیا اور اولیا، کے کوائف وارشادات نظم کئے ہیں "ریاض الاسلام" کو اس لحاظ سے کشمیر کی تاریخ اسلام سمجھنا چاہیئے۔ یہ مثنوی شاھنامہ کشمیر کے ساتھ "کتابخانہ انڈیا آفس" کلکتہ میں موجود ہے۔

شایق کا ہمعصر افغان حکمران سکھ جیون مل جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس دور کا پہلا اور

---

[۱]۔ ریاض الاسلام کا ایک ناقص سا نسخہ کلچرل اکیڈیمی سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔

آخری حکمران تھا جو خود بھی فارسی کا بہت بڑا عالم اور شاعر بھی تھا اس نے یہاں کے فارسی علماء اور شعراء کی بڑی قدر اور حوصلہ افزائی کی. زبان وادب کی تاثیر اور اسکے نتایج کے مدنظر اس نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ وہ مغلوں کی اس روایت کو زندہ رکھ سکے. چنانچہ شاہنامۂ کشمیر اور اس کے لئے "انجمن شعراء" کی تشکیل اس کی سیاسی اور ادبی سوجھ بوجھ کا ایک نتیجہ تھی. جو اس روایت کو بعد میں بہت آگے تک لے گئی. شائق نے جیون مل کی شان میں متقدمین کی طرز پر ایک مثنوی کہی ہے جو شاعر کے سبک وافکار اور انداز بیان کے مطالعہ کے لئے اہمیت کی حامل ہے. اور اس سے شائق کی شخصیت اور مثنوی پر اسکے عمیق مطالعہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے.

ولی باریابند اہل علوم	کہ وارستہ اند از ہجوم وغموم
هنرمند را در جہان طالب است	با اہل سخن بیشتر راغب است
گران شد از و قیمت شاعران	بسنجد بمیزان زر آسمان
مرا ہم از و چشم بخشایش است	بہ مدحش سر زیب و آرایش است
چو طبعم بہ مدحش روان می شود	فسانۂ زمن داستان می شود
ز لطفش کنم شمہ ای را بیان	کہ روزی بہ بزمش شدم شعر خوان
سخن درمیان آمد از مثنوی	ز نظم نظامی دگر خسروی
شد از لطف آن راجہ نکتہ دان[1]	یمن از لب لعل گوہر فشان
کہ خواہم ز اعجوبۂ روزگار.	بماند زمانا مہ ای یادگار
بود زندہ نام صمہ از سخن	دھد چرخ کام صمہ از سخن
کہن گشت شاہنامہ ہای قدیم	بود تازہ مقبول طبع سلیم

---

[1] تذکرہ شعرای کشمیر از حسام الدین راشدی ج ۴ ص ۱۷۶۰. اسیفا پارسی سرایان کشمیر.

Scanned with CamScanner

زتاریخ کشمیر جنت نظیر — زہر واقعہ کان بود ناگزیر۔
سخنور پناہا! بفرمان تو۔ — بنظم آید این نظم درفشان تو
نیم ہیچو فردوسی پاک دین — کہ شہنامہ گویم بلفظ متین
مرا رتبہ آن سخنور کجا است — بمیزان او گنج گوہر کرا است
دلی ہمت گر بود یار من — بہ شہنامہ پنجی رسد کار من
زسامانیان رودکی سود کرد — ببزم طرب ساز خود رود کرد
ہزاران غلام سمن بوی داشت (ق) — سہ صد بیش ......[1]
معزی کہ مدح ملک شاہ گفت — بتوصیف سنجر[2] در مدح سفت
دو صد گنج گوہر نہ یار داشت (ق) — میسر شدش ہر کہ درکار داشت
ظہوری زبرہان شہ نام جوی — باقطاع جاگیر شد کام جوی
تو چون شاہ محمود من عنصری — تو جوہر شناس دمن جوہری
بحال من الطاف بسیار کن — دہانم پر از در شہوار کن
کنم گرم در نظم ہنگامہ را — رسانم بہ شہنامہ این نامہ را
بلطف خودای بحر جود و کرم — زبانی دگر دہ بمن چون قلم
چو بخشی زبانم شوم قصہ خوان — بنظم آورم چار صد داستان

شایق کی مثنوی کے مطالعے سے فردوسی کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ رودکی، فردوسی عنصری، معزی اور ظہوری کے کلام کا رنگ شایق کے ہاں جا بجا نظر آتا ہے۔ مثنوی "دربارہ کشمیریان" بھی اسی انداز میں لکھی ہے شاعر نے اس میں کشمیریوں کے خصائل اور ان کی زبان پر طویل مثنوی منظوم کر کے اہل وطن کی ترجمانی کی ہے۔ ماہیت شعر کو

---

[1] روضتہ السلاطین فخری، چاپ راشدی ص ۱۰۰-۱۹۰-۱۹۸ بحوالہ تذکرہ شعرای کشمیر از راشدی
[2] سنجر سے مراد ملک شاہ سنجر، سلجوق حکمران ہے۔ اور ایک ہی نام کا دو جگہ استعمال ہوا ہے۔

سمجھنے کے لئے اس مثنوی کے چند اشعار قابل ملاحظہ ہیں۔

زبانی کہ دارند کشمیریان | بتوفیق و تجنیس دارد قرآن
خیالات شان نازک است و لطیف | نہ ہزل است حدش بدان ای رفیق
ولیکن بہ پیش سخن پروران | کہ مستند در فرس صاحب زمان
بود معنی بیت در اصطلاح | بدینسان کہ گفتند اهل صلاح
کلامیست موزون کند شاعرش | درو قافیہ باشد ای خورده بین
کہ از قصہ موزون کند شاعرش | کہ مضمون آن هست در خاطرش
چو بی قافیہ هست موزون کلام | نہ نظم آن نہ نثر است ای فهیم

شائق کا قدما کی پیروی کے باوجود اپنا ایک خاص انداز ہے جو سخن سرائی میں ان کی انفرادیت کا غماز ہے مثلاً:۔

بحق هر کہ سودا کند سود اوست | ندارد زیان جملہ بهبود اوست
سودای عشقش برد سود کس | همین مایہ اصل سود است وبس
بسودای دنیای دون دل مبند | گرفتار این دام باشی تو چند
نو بر هم چرا سیم و زر می نهی | بیابی عوض ده اگر یک دهی
بود اصل گوهر زیک قطرہ آب | ولی در نظر می نماید سراب
بد اصل دنیا ارت نقشی بر آب | کہ گردد بیادی بیکدم خراب
باین گوهر دلہ بادل مپیچ | کہ این عقدہ گر واکنی نیست هیچ

یا

راستان را گر نہ زر الفت بناشد بهتر است | چون الف باز ار شود پیوستہ نقش آذر است
اعتماد هستی موهومہ کردن ابلهی است | چون گذارد کس قدم بالای ظل پل در آب[1]

---

[1] تاریخ حسن ج ۴ ص ۲۱۔

چکوں نے کشمیر پر تقریباً تیس سال تک حکومت کی شمس چک کے زمانے میں غازی خان اور میرزا معالی نے کئی بار کشمیر کا تخت حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑائیاں لڑیں اُن واقعات کو شایق نے نہایت روانی و سلاست کے ساتھ بیان کیا ہے اور فردوسی کی طرح رزم و بزم میں اپنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔

ملک شمس را دید پیش کرد رق، مداوای زخم دل ریش کرد
بیاراست لشکر پی کارزار ز ریگ بیابان فزون در شمار
ز لشکر که طوفان بیداد بود ز سر تا قدم کوه فولاد بود
ز هر قوم همراه او فوج فوج۔ چو دریای جوشنده آید بموج
ز اقبال پر زور همچو جبال بسی کوه و صحرا شده پایمال
زده پیل پہلو بکوه متین جبل در خرام آمده بر زمین
مناسب فتاده است بیت کلیم که در شاعری داشت طبع سلیم
چو فیل جبال آشکارا شود قیامت بگیتی هویدا شود

غازی خان کی میرزا معالی سے جنگ :-

سحرگاه چون شاه انجم حشم برافراشت از شرق زرین علم
چو در پنجه بگرفت رخشان سنان بپاشیده از هم صف اختران
شده از شفق سرخ نیلی تتق۔ مگر موج تشنه خون فسق
شدند آن دو لشکر مقابل بهم میان بسته تنگ و کشاده علم
زیک سوی مرزا معالی بجنگ بمیدان صف آراشده بیدرنگ
ز فوج قزلباش و ترکان دگر بیاراست پیش و پس آن نامور
هم از هندیان از زمین ولیار زره پوش گردان چو آهن حصار
ز دیگر طرف غازی شیردل قوی هیکلی داشت زهره گسل
برآراست غازی بصد خشم و کین پس و پیش قلب ولبار و یمین

مقابل جو گشتند با ھم یلان
گریزان شد آن دم حیات از میان

شائق نے اپنی شاعری سے کشمیری کلچر کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے اور یہاں کے مراسم رسم و رواج اور محلی داستانوں کو فارسی میں نظم کر کے زندہ جاوید بنا دیا ہے "یاون" کشمیر کی ایک محلی داستان ہے جس کے معنی "جوانی" ہیں اس زمانے میں یہ داستان مقامی حلقوں میں خاصی مشہور تھی۔ شائق نے اس داستان کو پہلی بار فارسی میں نظم کیا ہے۔

روان گشت آن یاون پر فتن
بصد مکر و فن سوی آن برہمن

بہ "بتخانہ" او در رسید آن صنم
کہ در کار زاہد کند یک دو دم

بخادم گفت از سر انکسار (رق)
کہ ھمدم زاھد نا مدار

مرا نام آن یاون بر فتن (رق)
کہ عالم بشاہ و گدا روشن است

منم فتنہ انگیز آخر زمان
ز من آفت و فتنہ ہا در جہان

چہ فتنہ کہ در کشور انگیختم
چہ خونہا کہ از بیدلان ریختم

بسی عابدان را ربودم ز جای
بسی سرکشان را فگندم ز پای

چو جذب خدایم گریبان گرفت
کنون درد من سوی درمان گرفت

شائق مثنوی گو شاعر تھے اور مثنوی میں ایرانی مثنوی نویسی کے سبک و انداز کا رنگ ان پر غالب نظر آتا ہے خاص طور پر فردوسی کے تو بعض اوقات مصرعوں کے مصرعے ان کے ہاں دیکھنے کو ملتے ہیں انکے متذکرہ بالا مجموعہ کلام میں چند ایک قصاید، غزلیات کے کچھ بکھرے ہوئے اشعار اور کچھ قطعات اور منظوم تاریخیں بھی ملتی ہیں لیکن مثنوی میں ان کی مہارت مسلم ہے ان کے سبک و افکار اور احوال و آثار کا مکمل جائزہ لینے کے لئے تحقیقی نقطہ نظر سے ابھی تک ہماری معلومات ناکافی ہیں امید کہ آئندہ اس تشنگی کا ازالہ ہو سکے گا و شائق کشمیری کے احوال و آثار پر مکمل معلومات مرتب ہو سکیں گے ::

Scanned with CamScanner